حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نظریہ وحدت الشہود کے اثرات اور عصر حاضر میں اس کی ضرورت واہمیت کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of the Effects of the Waḥdat Al-Shahūd by Ḥazrat Mujaddid Al-Thānī and its Importance in The Present Era

Dr. Muhammad Qasim
Assistant Professor of Islamic Studies (Faculty),
Riphah International University, Faisalabad Campus,
Islamabad: m.qasim2937@gmail.com
Dr. Matloob Ahmad
Head of Department, Arabic and Islamic Studies,
The University of Faisalabad:dr.matloobahmad906@gmail.com
Muhammad Ashraf
Master of Philosophy Islamic Studies,
Riphah International University, Faisalabad Campus,
Islamabad: muhammadashrafma414@gmail.com

Abstract:

During the time of Ḥazrat Mujaddid, there were governments behind which the religious identity of Ahl e Sunnat or Ahl e Shia was based on one or the other. The impact of these conditions can be felt in the writings of Ḥazrat Mujaddid. The political changes that took place, Ḥazrat Mujaddid kept a close eye on them, commenting on these situations and various suggestions regarding the reformation of the situation can be easily seen in the letters. Through his letters, he gave intellectual and conscious training to his noble courtiers to refine their character and actions. Letters were also sent to notable scholars and series of meetings were also started for communication. For this purpose he also spread caliphs within the country. In the same way, with the purity of character, morals and habits of the workers who fought for the revival of Islam, he instilled in them movement, struggle, competition, defense, high moral, determination and courage and to face difficulties and obstacles manfully. Inculcated the spirit and qualities of adopting strategies to overcome risks and obstacles. In this article the effects of his thoughts regarding wahdat al Shahud have been discussed and analysed.

Keywords: Waḥdat al-Shahūd, Mujaddid Alf-Thānī, Importance

حضرت مجددؒ کے زمانہ میں ایسی حکومتیں تھیں جن کے پیچھے کسی نہ کسی حوالہ سے مذہبی شناخت اہل سنت یااہل تشیع موجود تھی۔ان حالات کا حضرت مجددؒ کی تحریرات میں اثر محسوس کیا جاسکتا ہے۔جو سیاسی تغیرات رونما ہوتے رہے۔ حضرت مجددؒ نے ان پر گہری نظر رکھی ان حالات پر تبصرہ اور اصلاح احوال کے حوالہ سے مختلف تجاویز مکتوبات میں بآسانی دیکھی جاسکتی ہیں۔آپؒ نے اپنے مکتوبات کے ذریعے اپنے ارادت مند امرائے دربار کی فکری و شعوری تربیت کی۔ان کے کردار و عمل کی تطہیر کی۔ قابل ذکر علماء کو بھی خطوط روانہ کئے اور رابطے کے لیے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی شروع کیا۔اس مقصد کے لیے آپ نے اندرون ملک خلفاء بھی پھیلائے۔اسی طرح آپ نے احیائے اسلام کی جدوجہد کرنے والے کارکنوں کی سیرت واخلاق اور عادات کی پاکیزگی کے ساتھ ان میں حرکت ، جدوجہد، مقابلہ،مسابقت ، مدافعت ، بلند حوصلگی، عزم و جرات اور مشکلات و موانع کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا جذبہ اور خطرات اور رکاوٹوں کو دور کرنے کی تدبیر میں اختیار کرنے کی صفات پیدا کیں۔

بنیادی سوال:

عصری مسائل کو حضرت مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندیؒ کے افکار و تعلیمات کی روشنی میں کیسے حل کیا جاسکتا ہے؟

مفروضہ تحقیق:

حضرت مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندیؒ کا طرز تحریر مجتہدانہ ہے۔اہم مسائل میں نہایت تحقیق و تدقیق سے کام لیا گیا ہے۔ آپ کے ہمہ جہتی کام کے اثرات اور ضرورت واہمیت کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور سیاست کی اصلاح:

نقشبندی سلسلہ میں سیاسی ماحول پر اثرانداز ہونے کا رجحان پایا جاتا ہے۔احکام شریعت پر سختی سے پابندی اور سلسلہ کی اصطلاح "خلوت در انجمن" سے اس سلسلہ کے سیاسی مزاج کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ "آپ کا کام سہ جہتی تھا۔ایک طرف آپ نے کتاب و سنت کی دعوت دی اور شرک و بدعات کے خلاف جدوجہد کی۔ دوسری طرف علمائے سوء کے فتنوں کے خلاف محاذ کھولا اور تصوف کو عجمی خرافات سے پاک

کرنے کی کوشش کی اور تیسری طرف اقتدار کا رخ بے دینی سے موڑنے اور اکبر کے خود ساختہ، پرداختہ دین جدید کو ختم کرنے کی سعی وجہد کی۔"[1]

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی کاوشوں کے نتیجہ میں خسرو کی بجائے جہانگیر تخت نشین ہوا۔ جہانگیر اسلام کے معیار پر پورا تو اترتا تھا لیکن اس کے بر سر اقتدار آنے سے مطلوبہ معیار تک پہنچنے کے لیے ایک راہ نکل آئی۔ جہانگیر کی پالیسی اسلام کی مخالفت میں نہ تھی۔ بلکہ غیر جانبدار رہی اور یہی غیر جانبداری شاہجہاں کے عہد میں اسلام کی حمایت اور ہمدردی میں تبدیل ہوگئی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ادھوری تبدیلی تھی لیکن حضرت مجددؒ نے کفر والحاد کے مقابلہ میں جو شمع روشن کی تھی وہ برابر ضیاء پاشی کرتی رہی۔ یہی روشنی بڑھ کر ایک منارہ نور کی حیثیت اختیار کرتی ہے اور نتیجتاً عالم گیر کی کامیابی نے تاریخ کے دھارے کو بالکل اسلام کی سمت میں موڑ دیا۔

قاضی جاوید لکھتے ہیں کہ:

> "اورنگ زیب عالم گیر نے بر سر اقتدار آنے کے بعد سرکاری حکومت کی اساس ان اصولوں پر رکھی جنہیں شیخ احمد سرہندیؒ نے وضع کیا تھا۔ یہ اصول فلسفہ وحدت الشہود سے اخذ کئے گئے تھے"[2]

عالم گیر کی اسلام پسند پالیسیوں کی بناء پر ہندو اس سے نالاں تھے۔ حکومت کے اسلامی رجحان کو ہر متعصبانہ نظر سے دیکھا اور مغلیہ سلطنت کے زوال کا سبب گردانا۔ جب عالم گیر نے ہندوستانی بادشاہ ہونے سے زیادہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھا تو مغلیہ سلطنت کو زوال آنے لگا۔ اکبر اور کسی حد تک اس کے جانشینوں کو برباد کر دیا گیا۔ گویا عالم گیر نے اکبری الحاد کو روکا الغرض شیخ احمد سرہندیؒ کی ذات گرامی نے برصغیر میں سب سے پہلے دو قومی نظریہ کا شعور پیدا کیا۔ جس سے آپ کا مقصد دراصل ہمیشہ کے لئے ہندو مسلم کے انضمام کا دروازہ

---

[1] آباد شاہ پوری "حضرت مجدد کے سیاسی مکتوبات" (لاہور، مکتبہ چراغ اسلام، 1985ء)، ص:57
Ābad Shāh Purī, "Ḥazrat Mujajddid ky Siayāsī Maktoobāt" (Lahore, Maktaba Chirāgh Islām, 1985), P:57

[2] جاوید قاضی، "ہندی مسلم تہذیب" (لاہور، ادارہ تخلیقات، 1995)، ص:304
Jāved Qāzī "Hindī Muslim Tehzeeb"(Lahore, Adāra Takhleeqāt, 1995), P:304

بند کرنا تھاتا کہ مستقبل بعید میں بھی کسی موڑ پر مسلمان ایک خطہ زمین میں رہنے کی وجہ سے ہندوؤں کے ساتھ اتحاد کرکے متحدہ قومیت کے نظریہ کی تشکیل نہ کریں اور یہی نظریہ قیام پاکستان کا سبب بنا۔ گویا اس نظریہ نے ہندوستان کی اسلامی سلطنت اسلام کو لوٹا دی۔

برصغیر کی سیاسی و مذہبی شخصیات پر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اثرات کی ضرورت و اہمیت کا جائزہ لیتے ہوئے پروفیسر عزیز احمد لکھتے ہیں کہ:

> "قریب قریب ہر دور میں مسلمان، ہندوستانی طبائع و ذہین راہنما سید احمد خاں، اقبال اور ابوالکلام آزاد، اگرچہ سیاسی اور مذہبی مسائل کے تلاش کرنے میں ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ لیکن شیخ احمد سر ہندیؒ سے سبھی متاثر تھے۔"[3]

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کارنامے پر بحث کرتے ہوئے ارمغان امام ربانی میں کچھ اس طرح بحث ہوئی ہے:

> "حضرت شیخ سرہندیؒ نے بادشاہ وقت، امراء پر جلال، بڑے بڑے علماء، صوفیاء کے ذہن و فکر کا رخ موڑ دیا اور اس کے لیے نہ کوئی تنظیم بنائی، نہ جہاد کا اعلان کیا نہ ہی کوئی عوامی مہم چلائی، بلکہ نہایت خاموشی کے ساتھ ایمان و اخلاص کے بل بوتے پر مومنانہ حکمت و فراست سے مختلف محاذوں پر انقلابی تدابیر کرتے رہے اور مختصر عرصہ میں کایا پلٹ دی۔"[4]

---

[3] عزیز احمد، پروفیسر "برصغیر میں اسلامی کلچر" (مترجم ڈاکٹر جمیل جالبی)، (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1990)، ص:288

Aziz Aḥmed, Professor, "Baresagheer main Islāmī Culture" (Translator Dr. Jameel Jālbī),(Lahore, Adāra Culture Islāmia, 1990), P:288

[4] محمد ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر "ارمغان امام ربانی" (لاہور، امام ربانی پبلیکیشنز، 2016)، ج ہفتم، ص:53

Muḥammad Humāyoun Abbās Shamas, Dr. "Armaghān Imām Rabānī "(Lahore, Imām Rabānī Publications, 2016), V-VII, P:53

شیخ مجددؒ کو جہانگیر کی تخت نشینی سے مسرت ہوئی، لیکن انہیں یقین نہیں تھا کہ جہانگیر اپنے وعدے کو پورا کر سکے گا یا اگر وہ کرنا بھی چاہے تو اسکو اس کام کا صحیح طریقہ معلوم نہ ہو گا۔ اس لیے شیخ مجددؒ نے شریعت سے جہانگیر کے تعلق کو مضبوط کرنے اور اس تک صحیح مشورہ پہنچانے کی کوشش کو اپنا مطمع نظر بنایا۔ شیخؒ کو ان عناصر کی مخالفت کا بھی اندیشہ تھا جو اگرچہ دب گئے تھے لیکن ختم نہیں ہوئے تھے۔ صورت حال کے اس تجزیہ کے بعد انہوں نے جہانگیر کے قریبی بڑے عہدیداروں کو خطوط لکھے اور انہیں اسلام اور مسلمانوں کی قابل رحم حالت کے بارے میں بتا کر فوری کاروائی کی ضرورت کا احساس دلایا۔ مثال کے طور پر جہانگیر کے استاد اور ملک کے صدر الصدور صدر جہاں کے نام ایک خط میں انہوں نے لکھا:

> "اب جبکہ صورتحال بدل چکی ہے، لوگوں کی عداوتیں کم ہو چکی ہیں، اسلام یز عماء، صدر اسلام اور علماء اسلام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ شریعت کو نافذ کرنے کی کوشش کریں، اسلام کے وہ ارکان جو منہدم ہو گئے ہیں ان کو دوبارہ رائج کریں، مجھے اس بات کا شدید احساس ہے اگر بادشاہ شریعت مصطفویہ کے نفاذ کے باری میں کوشاں نہ ہو اور وقت کو اسی طرح گزار دینا چاہیں تو آگے چل کر عام مسلمانوں کے لیے، جنہیں کوئی قوت حاصل نہیں ہے، زندگی دشوار ہو جائے گی۔"[5]

ایک دوسرے درباری امیر خان جہاں کے نام انہوں نے لکھا:

> "جب بادشاہ آپ کی بات غور سے سنے اور اس کو اہمیت دے تو آپ انہیں اہل سنت والجماعت کے عقائد مختصر یا تفصیل کے ساتھ بیان

[5] مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندیؒ، "مکتوبات امام ربانی"، (مترجم مولانا قاضی عالم الدین) (لاہور، اکبر بک سیلرز، 2013) دفتر اول، مکتوب 195

Mujajddid Alif Thānī, Sheikh Ahmed Sirhindī “Maktoobāt Imām Rabānī ” (Translator Molānā Qāzi A’lam Ud Din) (Lahore, Akbar Book Sellers, 2013), V-I, Maktoob 195

کردیں تو یہ بڑی بات ہو گی، براہ کرم بادشاہ کو شریعت محمدیہ ﷺ
کے بارے میں بتائیے، اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں جب کوئی
موقع ملے تو اس کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے، اسلام کے اصولوں کا دفاع
کیجئے اور بدعت و گمراہی پر تنقید کیجئے۔"[6]

اس کے علاوہ شیخ مجددؒ نے مختلف صوبوں کے اعلیٰ حکام کو بھی اپنے حلقہ اثر میں اسلام کو نافذ کرنے کی طرف متوجہ کیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور علماء کی اصلاح:

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریک کے علماء پر اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر برہان احمد فاروقی لکھتے ہیں کہ: "شیخ مجدد الف ثانیؒ سے پہلے علم دین کے معنی فقہ رہ گئے تھے۔ لیکن شیخ مجددؒ کے اثر سے اس کا رخ کتاب و سنت کی طرف پھر گیا اور حدیث کا چرچا شروع ہوا۔"[7]

شاہ ولی اللہؒ اور آپ کے خاندان نے برصغیر میں علم حدیث کے فروغ کے لیے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ حضرت مجددؒ کے اثرات تھے۔ اس خاندان کے اکثر بزرگ مجددی سلسلہ میں بیعت تھے اور سلسلہ مجددیہ کے بزرگوں میں سے کئی نے سند حدیث خاندان شاہ ولی اللہؒ ہی سے لی اور اس طرح آپ کے زیر اثر صوفی محدثوں کی ایک جماعت تیار ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور تصوف کی اصلاح:

حضرت مجددؒ کے منطق اور الہیاتی دلائل کی بجائے اپنے روحانی تجربات کی بناء پر نظریہ وحدت الشھود پیش کیا۔ جس سے جنوبی ایشیاء میں راسخ الاعتقاد مسلم فکر کو نظریاتی اساس فراہم کی اور تصوف کو مذہب کے تابع کر دیا۔ مابعد کے ہندی مسلم فکر اور تصوف پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ نظریہ وحدالوجود

---

[6] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب 67
Mujajddid Alif Thānī, Maktoobāt Imām Rabānī , V-II, Maktoob 67

[7] برہان احمد، فاروقی، ڈاکٹر "حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ توحید" (لاہور، انسیہ ادب، 1974ء)، ص:43
Burhān Aḥmad, Farooqī, Dr. "Ḥazrat Mujajddid Alif Thānī Ka Nazriya Toheed" (Lahore, Ansia Adab, 1974), P:73

ہندو مسلم آزاد خیالی کی بنیاد تھا حضرت مجددؒ نے گویا آزاد خیالی کا منبع تلاش کر کے اس پر بھرپور وار کیا اور اسلامی حکومت کے قیام، ہندوؤں سے عدم مفاہمت اور اسلامی ہند کی تعمیر کے لیے راہ ہموار کی۔ اس کے بعد علامہ اقبالؒ کے تصور خودی کی بنیاد بھی یہی نظریہ بنا۔

> "شریعت وطریقت کی قلمی، لسانی جنگ جو پانچویں صدی کے شروع سے عہد مجدد تک جاری تھی۔ آپنے اسے مصالحت میں بدل دیا اور صوفیہ اور فقہاء کے چھ سو برس کی باہمی دست و گریبانی کا خاتمہ ہوا اور مدرسہ وخانقاہ کی باہمی آوایزش انجام کو پہنچی۔"[8]

علامہ اقبال کے ذہن میں وہ مخصوص حالات اور تقاضے بھی تھے جن میں حضرت مجددؒ نے کام کیا اس عقیدت کی وجہ سے اقبال نے اپنے خطوط ومضامین وواقعات، تقریر اور اردو شاعری میں بھی آپ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پیش کردہ تحریک اور اردو ادب کی اصلاح:

اردو زبان کی تخلیق واشاعت کے مراحل میں بھی آپ کے خاندان اور وابستگان نے اہم کردار ادا کیا۔ نجم الاسلام کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں:

> "اورنگزیب کے بعد جب علمائے ہند نے فارسی کی بجائے اردو کو اپنی علوم کی درس وتدریس اور نشرواشاعت کا ذریعہ بنانے کی کوشش شروع کی تو شیخ مجددؒ کے سلسلہ کے بزرگوں نے اردو شاعری کو ہندی اثرات سے پاک کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ اس دور کے نقش بندی بزرگوں میں شاہ گل ومظہر جاناں جاناں، شاہ غلام علی دہلوی، شاہ عبدالغنی مجددی، شاہ سعداللہ گلشن، خواجہ محمد ناصر عندلیب اور خواجہ میر درد وغیرہ اس سلسلے کے اہم نام ہیں۔"[9]

---

[8] ندوی، معین الدین، احمد شاہ، "مقالات سلیمان" (اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1989ء)، ج دوم، ص:35-34
Nadvī, Mo’een Ud Din, Ahmed Shāh, “Muqālāt Sulemān” (Islāmabād, National Book Foundation, 1989), V-II, P:34-35

[9] نجم الاسلام "دین وادب" (حیدرآباد، ادارہ اردو، 1989ء)، ص:99
Najam ul Islām, “Deen o Adab” (Haydrabād, Adāra Urdu, 1989), P:99

حضرت مظہر پہلے شاعر ہیں جنہوں نے اردو شاعری کو ابہام سے پاک کرنے کی کوشش کی۔اس جدوجہد کے پس منظر میں شیخ مجددؒ کے بزرگوں کی سعی جمیلہ واضح طور پر نظر آتی ہے۔ شیخ مجددؒ اور غیر اسلامی عناصر کے خلاف شدت اور پختگی صاف نظر آتی ہے۔ ورنہ کیا وجہ تھی کہ جس زبان کی شاعری بھاشا کے دوہڑوں کی کمیت کی طرز پر پلی تھی۔اس سے ایک قلم بھاشا پن خارج کر دیا گیا۔درد نے اردو شاعری میں جو تصوف کا تصور دیا وہ نہ فارسی شاعری کا ایرانی تصوف تھا نہ ہندو جوگیوں کے متبذل مسئلہ کثرت میں وحدت کا عکس تھا۔ تلمسانی شطحیات و خرافات سے اس کا تعلق تھا نہ غالب کی نقفل پسندی اور ذہنی ورزش سے۔ یہ شیخ مجددؒ کی احیائی تحریک کا اصلاح یافتہ تصوف تھا۔ جسکی بنیاد توحید محمدی ﷺ اور تزکیہ نفس یا دوسرے الفاظ میں قرآن کے تصور احسان پر مبنی تھی۔

نقش بندی شعراء اردو شاعری کی مقصدیت سے معمور کرنے کے لیے ایک نئے دبستان کی بنیاد رکھی۔ سنجیدہ گوئی کا یہ وہ رجحان ہے جو آئندہ دور میں مرزا مظہر جان جاناںؒ کے زیر اثر ایک تحریک بن کر ابھرتا ہے۔

حضرت مجددؒ کی تحریک اور فکر نے ہر شعبہ حیات پر اثر ڈالا۔ مذہبی، سیاسی، معاشرتی اور ادبی غرضیکہ تمام شعبہ ہائے حیات کی تطہیر شریعت اسلامیہ کے ذوق،مزاج کے مطابق کی گئی۔ جس کے نتیجہ میں ایک فکری انقلاب رونما ہوا۔

برصغیر پاک وہند کی تاریخ کا اگر گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی تقریباً ہر قوم نے بوجہ کثیرہ اس طرف مراجعت کی۔ برصغیر ہر لحاظ سے دنیا کا مرکز رہا اور پھر یہ مذاہب عالم میں ہر ایک نے یہاں اپنی اپنی قسمت آزمائی کی۔ لیکن ہندو مذہب ہر مذہب کے مختلف انداز سے ہضم کرتا جارہا تھا۔اس طرح دیگر مذاہب اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ لیکن دین اسلام کا معاملہ اس سے بالکل مختلف رہا۔اسلام نے برصغیر کے مذہب، تمدنی،اقتصادی، معاشرتی اور سماجی وسیاسی حالات پر گہرا اثر ڈالا۔

"اپنے ظاہر کو شریعت سے اور اپنے باطن کو باطن شریعت سے آراستہ
کریں اور حقیقت اور طریقت دونوں شریعت ہی کی حقیقت ہیں۔ نہ

> کہ شریعت اور ہے اور طریقت و حقیقت کچھ اور علیحدہ علیحدہ کرنا الحاد اور زندقہ ہے۔"[10]

جس کی وجہ سے ہندو قوم میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔

> "محمد بن قاسم کی فتوحات کے باعث ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان عداوت اور بڑھ گئی۔ ہندو اپنی نسلی و علمی اور سیاسی برتری کے گھمنڈ میں اس طرح مبتلا ہیں اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔"[11]

اور اس نے مختلف طریقوں سے اسلام کے انہدام کے لیے کاروائیاں شروع کر دیں۔ ان انتقامی کاروائیوں میں ایک طرف اسلام کے سیاسی زور کو توڑنے کے لیے معاشرے میں تخریب کاری و قتل وغارت، سیاسی بے چینی اور امن وامان کا مسئلہ پیدا کیا تو دوسری طرف مذہبی سطح پر مسلمانوں کو تبدیل کرنے کے لیے ایسی تحریکیں اٹھائی گئیں جن کا مقصد صرف یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے تشکیک کا راستہ اختیار کیا گیا۔ ہندو راجاؤں نے سیاسی طور پر برصغیر کے تقریباً تمام حکمرانوں کے ساتھ پنجہ آزمائی کی۔ لیکن ہر دفعہ منہ کی کھانی پڑی اور شکست فاش ہوئی۔

اس کے بعد ان کے نام نہاد دانشوروں نے سوچا کہ اب سیاسی میدان کو چھوڑ کر کوئی ایسا کھیل کھیلا جائے کہ مسلمان حقیقی مسلمان نہ رہے۔ اس کی زبان پر اسلام کا کلمہ تو ہو مگر دل و دماغ سے روح اسلام نکل جائے۔ اس کام کے لیے انہوں نے ہندوؤں کی فلسفیانہ تنظیمیں بنائیں اور تحریکیں چلائیں۔

> "کفار ہند بے تحاشا مسجدوں کو منہدم کر کے ان کی جگہ اپنے مندر تعمیر کر رہے ہیں۔ چنانچہ تھانی سسر میں حوض کے کھیت کے کنارے ایک مسجد تھی اور ایک بزرگ کا مقبرہ تھا۔ اس کو گرا کر اس کی جگہ بڑا

---

[10] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب 57

Mujajddid Alif Thānī, Maktoobāt Imām Rabānī , V-I, Maktoob 57

[11] الازہری، کرم شاہ، پیر "ضیاء النبی ﷺ" (لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2015)، ج: اول، ص: 170

Al Azharī, Karam Shāh, Peer, "Ziā Un Nabī (PBUH)", (Lahore, Zia Ul Qur'ān Publications, 2015),V-I, P:170

بھاری مندر بنایا گیا ہے۔ کفار اپنی رسوم کو اعلانیہ بجالاتے ہیں اور
مسلمان اکثر اسلامی احکام کو جاری کرنے میں عاجز ہیں۔ "[12]

ان کے اس فلسفے کا مقصد مساوات اور رواداری کے پردے میں اسلامی تعلیمات کو کھوکھلا کرنا تھا۔ ان تحریکوں نے اپنا کام یوں تو بہت پہلے سے شروع کیا تھا لیکن بدقسمتی سے اکبر بادشاہ کے زمانہ میں تحریکوں نے زور پکڑا اور حکومت تک رسائی حاصل کر کے اپنے مکارانہ اور عیارانہ "فلسفہ رواداری مذاہب" کے نام پر اسلامی تعلیمات میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوششیں شروع کر دی گئیں۔

جبکہ ارشاد ربانی ہے کہ:

﴿ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ ﴾[13]

"وہ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ وہ تو صرف اپنے آپ کو
دھوکہ دیتے ہیں۔ انہیں عقل نہیں ہے۔"

ویسے تو براہ راست قوت اور تشدد کے ذریعے لوگوں کے دلوں سے مذہبی وفاداری کو نہیں نکالا جا سکتا تھا لیکن اگر کسی مذہب میں دوسرے مذہب کی اس طرح ملاوٹ کر دی جائے کہ وہ اپنی خصوصیات کھو بیٹھے تو وقت گزرنے پر اس مذہب کا مٹ جانا یعنی ختم ہو جانا ہے۔

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ﴾[14]

---

[12] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب 92

Mujajddid Alif Thānī, Maktoob Imām Rabānī , V-II, Maktoob 92

[13] سورۃ البقرہ 9:2

Al Baqara 9:2

[14] سورۃ الاعراف 43:7

Al A’rāf 7:43

" تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہم کو اس کی ہدایت دی۔ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو کبھی ہدایت نہ پاتے۔ بے شک ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ آئے ہیں۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ :

﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ﴾ [15]

"تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے"

چنانچہ اکبر کے ساتھ اس کی محفلوں میں صرف ہندوراجے اور ہندو فلسفی ہی نہ رہتے تھے بلکہ اکبر کے ساتھ عبادات خانے میں ہندو زرتشتی اور عقلیت پسند ملحد سبھی کا خیر مقدم کیا جاتا تھا اور اس نظریہ کو پسند کیا جاتا تھا جو بادشاہ کی دل چسپی کا موجب ہو۔ان مختلف الانواع فلسفیانہ خیالات نے اکبر کے ذہن پر گہرے اثرات چھوڑے۔ ظاہر ہے کہ ان کا نتیجہ الحاد کے سوا اور کیا نکل سکتا تھا؟ اکبر نے ان خیالات کو قبول کر کے نہ صرف تشکیک کے لیے راستہ ہموار کیا بلکہ ارتداد و الحاد تک نوبت جا پہنچی۔

"ان چیزوں کا اثر یہ ہوا کہ اسلام کا دوسرے مذاہب کے درمیان، بحیثیت مذہب زندہ رہنا مشکل ہو گیا۔اس کو دبانے اور مغلوب کرنے کی کوشش کی گئی۔"[16]

اس دور میں اسلام کے علاوہ ہر مذہب کی نامعقول بات کو نقص سمجھا گیا اور علمائے اسلام کے علاوہ ہر مذہبی لیڈر کی بات کو برہان قاطع سمجھا گیا۔اس کو رازی، غزالی سے زیادہ اہمیت دی گئی اور اسلام کی ہر نشانی کا مذاق اڑایا گیا۔ بادشاہ کی ضد کا یہ عالم تھا کہ ہر وہ کام جس کو اسلام نے پسند کیا ہے اسے ناپسند کرتا اور ہر اس کام کو

---

[15] سورۃ الحجرات 13:49

Al Ḥajrāt 49:13

[16] محمد عبدالخالق، ڈاکٹر "تصوف اور شریعت"، (مترجم محمد مشتاق تجاروی)(لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، 2011)، ص: 102

Muḥammad Abdul Khāliq, Dr."Taṣawouf and Shariah" (Translator Muḥammad Mushtaq Tajārvī),(Lahore, Taṣawouf Foundation, 2011), P:102

پسند کرتا جو اسلام میں ناپسندیدہ ہے۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ کے نظریہ توحید وجودی کی غلط تعبیرات کے ذریعے وحدت ادیان کا نظریہ تراشا گیا۔

"نظریہ وحدت الوجود کو نافہمی کی بناء پر غلط رنگ دے کر اکبر کے اعتقادات میں لغزش پیدا کی گئی۔"[17]

اس دور میں اسلام کی اس بے چارگی کو دیکھ کر علماء و مشائخ اسلام کے مجاہدین بن کر اٹھے اور اکبر کے خلاف کفر و اقرار کو للکار کر اعلان جہاد کیا۔ دور اکبر میں اسلام کی حالت زار کیسی تھی؟ اس حوالے سے حضرت امام ربانیؒ قدس سرہ العزیز سے بڑھ کر اور کس کی شہادت کی کیا وقعت رکھی ہے؟ جنہوں نے اس دور کی ایک ایک بات کا گہری نظر سے جائزہ لیا تھا۔ حضرت امام ربانیؒ کا جذبہ ایمان و عرفان کس قدر عظیم تھا۔ آپ کی طرف تعلیم و تلقین کسی درجہ موثر اور ہمہ گیر تھی کہ جس نے امت مسلمہ کو ظاہری و باطنی آفات کے تھپیڑوں سے بچا کر کشتی اسلام کو کنارے لگا دیا۔

دور اکبری کے اواخر میں علمائے اسلام کے ساتھ خلوت کا رویہ بالکل سخت ہو گیا تھا اور علماء کا قتل عام شروع ہو گیا تھا۔ ان حالات میں آپ نے لوگوں کو سیدھی راہ کی طرف بلایا۔

﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴾[18]

اور اس آیت کریمہ کے پیش نظر حکمت و دانائی اور راز داری کے ساتھ خاموش تبلیغ کی حکمت عملی اپنائی تاکہ یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو کہ یہ اصلاحی تحریک سیاسی مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے رسول اکرم ﷺ کے مکی اسوہ حسنہ کو اپناتے ہوئے خاموش تبلیغ کی حکمت عملی وضع فرمائی۔ اس خاموش تبلیغ میں علماء و صوفیاء اور مبلغین کی عملی روحانی تربیت اور باطنی توجہات و تصرفات کا عنصر بھی شامل تھا۔

---

[17] محمد سعید احمد، مجددی، پیر "سرمایہ ملت کا نگہبان"، (گوجرانوالہ، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، 2016)، ص:47

Muḥammad Sa’eed Aḥmed, Mujajddidī, Peer, “Sarmāya Millat kā Nigheban” (Gujjarānwāla, Tanzeem Ul Islām Publications, 2016), P:47

[18] سورۃ النحل 125:16

Al Naḥal 16:125

جہانگیر لکھتا ہے کہ:

"شیخ کے عقیدت مند ہندوستان کے تمام شہروں میں پھیل گئے ہیں۔"[19]

اس دوران خلفاء و مریدین کے اطراف واکناف میں پھیلا دینے سے آپ کی اصلاحی تحریک بے حد موثر ثابت ہوئی اور ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی آپ کی دعوت عام ہو گئی۔ مکتوبات شریفہ اور دیگر تصانیف لطیفہ کے ذریعے ارباب حکومت اور اصحاب و دانش کی دائمی فکری اور علمی تربیت فرمائی اور روحانی و باطنی تقویت پہنچائی۔ آپ نے ان لوگوں کی اصلاح پر خاص توجہ فرمائی جو حکومت کے اعلیٰ مناسب پر فائز تھے اور انہیں اعلیٰ خطابات سے نوازا گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ آپؒ نے صالح اور باکردار علماء کو حکومت کے اہم عہدوں تک پہنچا کر آپ نے امور سلطنت کو اسلام کا جامہ پہنا کر اسلام کی راہیں ہموار فرمائیں۔ اس طرح آپ نے علماء کے غلط کردار اور صوفیاء کے غلط افکار کے لیے انقلابی اقدامات بھی فرمائے۔

﴿كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ﴾ [20]

"وہ بات ان مشرکین کو سخت ناگوار ہوتی ہے جس کی طرف (اے محمد ﷺ) تم انہیں دعوت دے رہے ہو۔ اللہ جسے چاہتا ہے ایسا کر لیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔"

آپ نے کتاب و سنت سے کامل تمسک کی تحریک پیدا کر کے مسلمانوں میں راسخ الاعتقادی اور راست بازی کا رجحان پیدا کر دیا اور تمام بدعات باطلہ و عقائد فاسدہ کی بیخ کنی کر کے اسلامی تعلیمات کا چہرہ نکھار کر رکھ دیا۔ آج جو مساجد میں اذانیں سنائی دے رہی ہیں اور مدارس سے قال اللہ تبارک و تعالیٰ اور قال الرسول اللہ ﷺ کی دلنواز صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور خانقاہوں میں جو ذکر و فکر کے حلقے قائم ہیں، آستانوں میں جو لا

[19] نور الدین، جہانگیر "تزک جہانگیری" (تحقیق سید احمد خاں)، (علی گڑھ، مکتبہ ندارد، 1864)، ص:272

Noor Ud Din, Jahāngīr "Tazak Jahāngīrī" (Teḥqee Syed Aḥmed Khān),(Alī Garh, Maktaba Nadārid, 1864),P:272

[20] سورۃ الشوریٰ 42: 13

Al Shura 42:13

الہ الا اللہ کی ضربین لگائی جارہی ہیں یہ اہل حق کے چہروں پر جو سنت کا نور ہے اور آنکھوں میں جو محبت کا سرور ہے یہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی تجدید کا جام ظہور ہے۔

آپؒ فرماتے ہیں کہ :

"میں سمجھتا ہوں کہ میری پیدائش سے مقصود یہ ہے کہ ولایت محمدی ﷺ ولایت ابراہیمیؑ کے رنگ میں رنگی جائے اور اس ولایت کا حسن ملامت اس ولائیت کے جمال صباحت کے ساتھ مل جائے۔"[21]

آپؒ کے مکتوبات شریف تصوف اور علیم حقیقت کے اسرار، معارف سے لبریز ہیں۔ آپؒ نے ان میں تصوف اور معرفت کے عظیم الشان اور معرکۃ الاراء مسائل کو نہایت خوبی اور شرح وبسط کے ساتھ حل کر دیا ہے۔ مرور زمانہ سے اس فن شریف میں بہت سے نقائص پیدا ہو گئے تھے۔ علماء سونے طریقت کو شریعت سے علیحدہ اور آزاد ٹھہرا کر احکام قرآن و حدیث کی پابندی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ صوفیائے متقدمین کے شطحیات کی بالکل غلط توجیحات کر کے ان کو قابل عمل قرار دے دیا تھا۔ آپؒ نے اپنے مکتوبات شریف میں ان سب کی اصلاح فرما کر از سر نو حقیقی تصوف کی تجدید فرمائی۔

خلاصہ بحث:

آج امت میں فسق وفجور، بے دینی والحاد، بلکہ نوجوانوں میں ذہنی انداز کے حالات پیدا ہوتے جارہے ہیں اور برابر بڑھتے اور پھیلتے جارہے ہیں۔ برائیوں کا ایک سیلاب ہے۔ جو امڈ چلا آرہا ہے اور بڑے بڑے طاقتور جوان اس کی رو میں بسے چلے جارہے ہیں۔ اس نازک دور میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کردار و افعال کی ضرورت ہے تاکہ ان کے نقش قدم پر چل کر اس طوفان کو آگے بڑھنے سے روکا جائے۔ اگر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کردار کو مد نظر رکھا جائے تو اس مشکل دور میں آج پھر ضرورت ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی، آج فتنہ ہائے عرب و عجم کی یلغار کے دور میں ضرورت ہے امام ربانیؒ کے افکار کی۔ یورش ہائے عصر حاضر کے مقابلہ میں

[21] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب 6

Mujajddid Alif Thānī, Maktoobāt Imām Rabānī , V-II, Maktoob 6

ضرورت ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کردار کی۔ان انفاس قدسیہ کی بو باس کی اور ان کی توجہیات عالیہ کے اثرات کی اور آپؒ کے صوفیاء اصلاح کے کردار کی جو آپؒ نے وحدالشھود کی روشنی میں انتشار کی اور لوگوں کو اسلام کی طرف روحانی طور پر مائل کیا۔ جس سے ان لوگوں کی دلی کدورتیں ختم ہوئیں اور اسلام ان کی رگوں تک بسنے لگا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندیؒ کے بہت سے مسائل مجتہدانہ ہیں۔ جن کو آپؒ سے پیشتر کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا اور آپؒ کے افکار، تعلیمات پر عمل کر کے ہم موجودہ مسائل کو بآسانی حل کر سکتے ہیں۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License